طعن نمبر (۴)

طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہما) حضرت عثمان کے قاتلوں میں سے ہیں

Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
www.sunnilibrary.com

محقق اسلام قاطع رفض و بدعت مناظر اسلام علامہ الحاج
محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال گنج لاہور

طعن نمبر (۴)

طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) حضرت عثمان کے قاتلوں میں سے ہیں

مترجم نہج البلاغہ

چنانچہ ابن قتیبہ نقل کرتے ہیں۔ کہ جب مقام اوطاس میں حضرت عائشہ سے مغیرہ ابن شعبہ کی ملاقات ہوئی۔ تو اس نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ

این تریدین یا ام المومنین قالت اریدالبصرة قال و ماتصنعین بالبصرة قالت اطلب بدم عثمان قال فهؤلاء قتلة عثمان قال فهؤلاء قتلة عثمان معك ثم اقبل علی مروان قال له این تریدقال البصرة قال وما تصنع بها قال اطلب قتلة عثمان قال معك ان هذین الرجلین قتلا عثمان طلحة والزبیر۔

(ترجمہ نہج البلاغہ تصنیف مفتی جعفر حسین ص ۶۵۲ مطبوعہ امامیہ پبلیکیشنز لاہور)

ترجمہ:

اے ام المومنین کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا بصرے کا۔ کہا۔ کہ وہاں

marfat.com

Marfat.com

کیا کام ہے۔ فرمایا خون عثمان کا قصاص لینا ہے۔ اس نے کہا کہ عثمان کے قاتل تو آپ کے ہمراہ ہیں۔ پھر مروان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پوچھا کہ تمہارا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں بھی بصرہ جا رہا ہوں۔ کہا کس مقصد کے لیے۔ کہا کہ عثمان کے قاتلوں کا بدلہ لینا ہے۔ اس نے کہا کہ عثمان کے قاتل تمہارے ساتھ ہیں۔ اور انہی طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے تو انہیں قتل کیا ہے۔

جواب اوّل:

سیدنا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں ایسی شخصیات ہیں۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بہی خواہ تھے۔ مفتی جعفر حسین نے امامت والسیاسۃ کی جو عبارت بطور حوالہ پیش کی ہے۔ اگلی کتاب میں کچھ سطور پہلے یہ بھی مذکور ہے۔ کہ جب قتل عثمان کی خبر ان دونوں تک پہنچی۔ تو یہ بے خود ہو گئے۔ اور اس سے قبل یہ حضرات اپنے اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان کے گھر بطور محافظ مقرر کر چکے تھے۔ یہ حقیقت بھی اسی کتاب میں موجود ہے۔ اور یہ باتیں صرف الامامۃ والسیاسۃ میں ہی نہیں بلکہ کتب شیعہ مروج الذہب، ناسخ التواریخ اور ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں بھی مذکور ہیں۔ اس امر کی مکمل تحقیق ہم تحفہ جعفریہ جلد چہارم ص ۵۲۱ تا ۵۲۵ کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا ایثار دونوں مکتبہ فکر کی کتب میں موجود ہے۔ الامامۃ والسیاسۃ میں اس ایثار کی شہادت درج ذیل الفاظ سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

الامامۃ والسیاستہ:

فقالت ان امیرالمومنین قد قتل فدخل الحسن والحسین ومن کان معھما فوجد عثمان مقتولا قد مثل بہ فاکبوا علیہ یبکون وخرجوا فدخل الناس فوجد امقتولا فبلغ علیا الخبر طلحۃ والزبیر وسعدا ومن کان بالمدینتہ فخرجوا وقد ذھبت عقولھم فدخلوا علیہ واسترجعوا واکبوا علیہ یبکون حتی غشی علی ثم افاق فقال لا نبیہ کیف قتل امیرالمؤمنین وانتما علی الباب فرفع یدہ فضرب الحسن والحسین وشتم محمدابن طلحۃ ولعن عبداللہ بن الزبیر وخرج علی وقد سلب عقلہ لا یدری ما یستقبل من امرہ۔

(الامامۃ والسیاسۃ جلد اول ص ۴۴
مطبوعہ مصر طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے باہر آکر اطلاع دی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے۔ یہ سن کر حسن و حسین رضی اللہ عنہما اندر گئے۔ اور کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ اندر گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عثمان کو مقتول پایا۔ اور دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے۔ سبھی سر جھکا

marfat.com
Marfat.com

کر رو پڑے۔ پھر باہر نکلے۔ اس کے بعد اور لوگ اندر گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عثمان کو مقتول پایا۔ جب یہ خبر حضرت علی، طلحہ، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو پہنچی۔ اور ان کے علاوہ اہل مدینہ نے جب قتل عثمان کی خبر سُنی۔ تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ تمام لوگ ان کے گھر آئے اور انہیں دیکھ کر انا للہ انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور سر جھکائے سبھی رو رہے تھے۔ روتے روتے حضرت علی المرتضیٰ بے ہوش ہو گئے۔ جب دوبارہ ہوش میں آئے۔ تو اپنے دونوں بیٹوں کو پوچھا۔ جب تم دونوں امیر المومنین حضرت عثمان کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ تو وہ شہید کس طرح ہو گئے۔ یہ کہہ کر ہاتھ اٹھایا اور دونوں کو کچھ مارا۔ محمد بن طلحہ کو بُرا بھلا کہا۔ اور عبداللہ بن زبیر پر لعن طعن کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ یہاں سے جب باہر نکلے۔ تو ان کی عقل ٹھکانے نہ تھی۔ اور یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ مجھے آئندہ کیا کرنا ہے۔ اور اس معاملہ کا انجام کیا ہوگا۔

قارئین کرام! ایک طرف حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ ایثار اور غم خواری جو ایسی روایات سے ثابت ہے۔ جو صحیح اور مسند ہیں اور دوسری طرف آپ کو مظلوم عثمان کے رنگ میں پیش کرنے والی روایات سے الزام دھرا جائے اور صحیح و مسند روایات سے منہ موڑ لیا جائے؟ ایک ہی کتاب میں اب کتنی ستم ظریفی ہے۔ کہ غیر صحیح اور غیر مستند روایات سے الزام دیا جائے اور صحیح و مسند روایات سے منہ موڑ لیا جائے؟ ایک ہی کتاب کی دو مختلف مفہوم کی روایات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کا کیا یہی طریقہ ہے۔ جو مفتی اینڈ برادرز نے اختیار کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جواب دوم:

"جنگ جمل" کا تاریخی پس منظر یہی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا اصل محرک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے۔ اور دیگر مسلمان ان سے مطالبہ کر رہے تھے۔ کہ دم عثمان کا بدلہ لیا جائے۔ معاملہ بڑھتا گیا۔ اور نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ کرنے والے حضرت علی المرتضیٰ کے مدِمقابل تھے۔ ان حضرات میں سے حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ اس جنگ میں ان دونوں کا کردار کیا تھا۔ شیعہ معتبر کتابوں سے اس کی تفصیل یوں ہے۔

مروج الذہب، ابن حدید وغیرہ میں مذکور ہے۔ کہ جنگ جمل کے دوران جب حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت زبیر کو بتایا۔ کہ اے زبیر فلاں دن تو نے مجھ سے ایک مرتبہ معانقہ کیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر مجھے پوچھا تھا۔ زبیر! کیا تمہیں علی سے پیار ہے؟ تم نے جواب دیا تھا حضور! ان سے پیار کیوں نہ ہو۔ یہ تو میری پھپھی کے صاحبزادے ہیں۔ اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اے زبیر! ایک وقت آئے گا۔ تو علی کے مقابلہ میں ہوگا حالانکہ اس وقت علی حق پر ہوگا۔ یہ سنتے ہی جناب زبیر نے فرمایا۔ ان تم واقعی حق پر ہو۔ لہٰذا یہ میدان جنگ سے واپس لوٹ جاؤں۔ جب واپس مڑے تو جناب طلحہ نے انہیں دیکھا۔ پوچھا کدھر کا ارادہ ہے۔ انہوں نے سب کچھ بیان کر دیا۔ اس پر جناب طلحہ نے بھی پایا۔ کہ میدان جنگ سے چلے جائیں لیکن مروان نے تیر مارا۔ آپ گر گئے۔ اور آخری وقت حضرت علی کو فتح کے ایک آدمی کو گواہ بنا کر بیعت ہو گئے۔ گواہ اس بات کا بنایا تھا۔ کہ میں غلطی پر تھا

marfat.com
Marfat.com

اور اب حضرت علی المرتضٰے کی بیعت پر دنیا سے جا رہا ہوں۔ جب حضرت علی المرتضٰے کو اس کا علم ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا۔ کہ طلحہ میری بیعت کے بغیر جنت میں جائے۔

(روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۴۸۷)

اُدھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک عمرو نامی شخص نے قتل کر کے ان کی زرہ، تلوار اور گھوڑا تینوں حضرت علی المرتضٰے کی خدمت میں پیش کیے ابھی جنگ جاری تھی۔ حضرت علی المرتضٰی نے جب جناب زبیر کی تلوار دیکھی۔ تو فرمایا۔ یہ وہ تلوار ہے۔ کہ جس کے ذریعہ اس کے مالک (زبیر) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے والی مصیبتوں کو دُور کیا تھا۔ پھر حضرت علی المرتضٰی نے جناب زبیر کے قاتل عمرو کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تمہیں جہنم مبارک ہو۔ حوالہ کے لیے اخبار الطوال ص ۱۴۹ مروج الذہب ص ۳۶۴، روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۴۸۷ ملاحظہ ہوں۔ اس بارے میں تسلی بخش بحث تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۴۹۳ تا ۵۱۴ پر موجود ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔

ان حوالہ جات سے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر جناب طلحہ اور زبیر واقعی عثمان غنی کے قاتلوں میں سے تھے۔ تو پھر دمِ عثمان کا قصاص مانگنے کیوں کھڑے ہوئے۔ کیا قاتل خود اپنی موت کے لیے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ میں قاتل ہوں۔ مجھے قصاص کے طور پر قتل کر دو۔ دمِ عثمان کے قصاص کی خاطر لڑنے پر آمادہ ہو گئے لیکن پھر حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد سن کر جنگ کا ارادہ تبدیل کر دیا۔ اگر بناوٹی طور پر قصاص کے لیے کھڑے ہوئے ہوتے تو حضرت علی المرتضٰے کی باتوں میں آ کر لڑائی سے منہ کیوں پھیر لیتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو زندہ واپس نہ آنے دیا گیا۔ اس پر

marfat.com
Marfat.com

شیعہ کتب متفق ہیں۔ کہ حضرت زبیر اور جناب طلحہ کو حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ جنتی فرما رہے ہیں۔ کیا ایک مسلمان کا قاتل جنتی ہوتا ہے؟ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما نہ تو قاتلان عثمان میں سے تھے۔ اور نہ ہی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے انہیں کوئی عداوت تھی۔ صرف دمِ عثمان کا قصاص چاہتے تھے۔ اور یہ بات درست تھی۔ لیکن حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ بعض پیچیدگی کی بنا پر ابھی قصاص کے معاملہ میں ذرا ڈھیل دے رہے تھے۔ مختصر یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں نہ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھا۔ اور نہ ہی حضرت طلحہ اور زبیر اس میں ملوث تھے۔ ان حضرات اور حضرت علی المرتضٰی کے درمیان جو تنازع ہو گیا۔ وہ ایک غلط فہمی کی بنا پر تھا۔ بالآخران حضرات نے حضرت علی کو حق پر سمجھتے ہوئے رجوع کر لیا تھا۔ اس امر کی پوری تحقیق تحفہ جعفریہ میں حصہ سوم اور چہارم میں ہم پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ کر لیں۔

جواب سوم:

"والامامۃ السیاسہ"، جس کے حوالہ سے حضرت طلحہ اور زبیر کو قاتلان عثمان میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ حوالہ ہمیں قطعاً قبول نہیں۔ یا ایسا سمجھ لیں کہ یہ کوئی حجت نہیں بن سکتا۔ ایک اس لیے کہ روایتِ مذکورہ کے بے سند ہونے کی وجہ سے امکان یہ ہے۔ کہ اسے مصنف نے خود تراشا ہوگا۔ کیونکہ اس کتاب کا مصنف ناقابل اعتبار آدمی ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ یہ شخص نظریاتی طور پر "دو کرامیتہ"، فرقے سے متعلق تھا۔ اور روایات کے نقل کرنے میں زیادہ تر اس کا انحصار ابو حنیفہ دینوری پر ہے۔ اور دینوری شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

لسان المیزان:

اذدار القطنی قال کان ابن قتیبہ یمیل الی التشبیہ منحرف عن العترۃ وکلامہ یدل علیہ۔ وقال البیہقی کان یدی رای الکرامیّۃ .....وذکر المسعودی فی المروج ان ابن قتیبہ استمد فی کتبہ من ابی حنیفہ الدینوری .....وسمعت شیخی العراقی یقول کان ابن قتیبہ کثیر الغلط

(لسان المیزان جلد سوم ص ۳۵۷ تا ۳۵۹ حرف العین مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

ابن قتیبہ کے بارے میں دار قطنی نے کہا۔ کہ یہ فرقہ مشبہہ کی طرف مائل تھا۔ اور اہل بیت سے دور رہتا تھا۔ اور اس کا کلام اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ امام بیہقی کا کہنا ہے۔ کہ یہ کرامیہ کے اعتقادات کا حامل تھا..... مسعودی نے کہا۔ کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتابوں میں زیادہ تر ابو حنیفہ دینوری کی باتوں سے استفادہ کیا ہے۔ میں نے اپنے شیخ العراقی سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ ابن قتیبہ بہت غلطیاں کرنے والا شخص تھا۔

marfat.com
Marfat.com

میزان الاعتدال

وقال الحاکم اجمعت امۃ علی ان القتیبی کذاب

(میزان الاعتدال حرف العین جلد سوم
ص ۷۷ طبع مصر قدیم)

ترجمہ:
امام حاکم نے کہا۔ کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ "قتیبی کذاب" ہے۔

ایسے مصنف کی تصنیف میں سے حوالہ دینا جو کثیر الغلط، کرامیۃ، مشبہ بلکہ کذاب تک ہو۔ اور پھر حوالہ بھی بلا سند ہو۔ تو اس سے ہر ذی عقل یہی نتیجہ نکالے گا۔ کہ روایت اس کی اپنی گھڑی ہوئی ہے۔ ایسی من گھڑت روایت سے مفتی اینڈ برادرز کا ان لوگوں کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنا جنہیں حضرت علی المرتضیٰ منتی فرما چکے ہوں۔ کون تسلیم کرے گا۔ بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیتے جی ان کو منتی کہا ہو۔ ان پر الزام و اتہام تراشی کوئی بدنصیب اور ازلی بدبخت ہی کر سکتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

سُنی لائبریری ڈاٹ کام
www.sunnilibrary.com

حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ قاتلان عثمانؓ میں سے ہیں

مفتی جعفر حسین شیعی کے دلائل

نہج البلاغۃ:

روی الناس الذین صنفوا فی واقعۃ الدار ان طلحۃ کان یوم عثمان مغتبًا بثوب قد استتر عن اعین الناس یرمی الدار بالسہام اور اس سلسلہ میں زبیر کے خیالات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

وروو ایضا ان الزبیر کان یقول اقتلوہ فقد بدل دینکم فقالوا ان ابنک یحامی عنہ بالباب فقال ما اکرہ ان یقتل عثمان ولو بُری با بنی ان عثمان لجیفۃ علی الصراط غدًا۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد دوم، ص ۳۸۴ من کلامہ علیہ السلام فی شان طلحۃ و زبیر)

ترجمہ: جن مصنفین نے حضرت عثمان کے قتل کے واقعات تحریر کیے ہیں

marfat.com
Marfat.com

وہ کہتے ہیں۔ کہ جس دن حضرت عثمان قتل ہوئے اس دن جناب طلحہ اپنا منہ کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ کیونکہ لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے تھے۔ کہ طلحہ وہ شخص ہے جس نے عثمان کے گھر تیر اندازی کی۔ تو آپ لوگوں سے شرمندہ تھے۔ اس لیے منہ سامنے کرنے کی جرأت نہ تھی۔

مورخین نے بھی لکھا ہے۔ کہ زبیر کہا کرتے تھے۔ کہ عثمان کو قتل کر دو۔ اس نے تمہارا دین تبدیل کر دیا ہے۔ لوگوں نے جناب زبیر کو کہا۔ کہ ادھر آپ انہیں قتل کر دینے پر اکسا رہے ہیں۔ اور ادھر آپ کا بیٹا ان کی حمایت میں ان کے گھر کا پہرہ دے رہا ہے؟ آپ نے کہا۔ خواہ میرا بیٹا ہی پہلے کام آجائے۔ مگر عثمان قتل کر دیا جائے گا۔ تو کل راستے پر مردار کی صورت پڑا ہوگا۔

(نہج البلاغہ مترجم ص ۱۵۸ از مفتی جعفر حسین شیعی مطبوعہ لاہور)

جواب اوّل:

جیسا کہ قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ مفتی جعفر کا یہ اعتراض "ابن ابی طالب" سے لیا گیا ہے۔ حضرت طلحہ پر اعتراض کے لیے "روی الناس" کے الفاظ ہیں۔ جن کا معنی "لوگوں نے روایت کی ہے" ہے۔ یہ لوگ کون ہیں۔ ان کی روایت کس کتاب سے لی گئی ہے اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ اس طرح حضرت زبیر پر اعتراض کے لیے "رووا ایضا" یعنی انہی لوگوں نے یہ روایت بھی کی ہے۔ بھی نامعلوم اور مجہول افراد کی طرف صراحت کرتے ہیں۔ اس لیے جب ہمیں ان قائلین کا نام نہیں بتلایا گیا۔ تو پھر ہمارے سامنے اس کا قائل خود "ابن ابی الحدید"

marfat.com
Marfat.com

ہی ہوا۔ اس اعتبار سے کہ ان باتوں کے قائل مجہول ہیں۔ یہ روایت حجت نہیں بن سکتی اور اس اعتبار سے کہ "ابن ابی الحدید" نے انہیں ذکر کیا۔ تو اس کے شیعہ ہونے کی بنا پر ایسی روایات واپس اس کے منہ پر دے ماری جاتی ہیں "ابن ابی الحدید" کے شیعہ ہونے پر ہم کئی ایک مقام پر حوالہ جات ذکر کر چکے ہیں۔ سر دست دو نئے شواہد پیش خدمت ہیں۔ مقدمہ شرح ابن حدید میں محمد ابو الفضل ابراہیم نے اس کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے۔

مقدمہ شرح ابن حدید

ولد فی المدائن فی غسرہ ذو الحجۃ سنت ست و ثمانین وخمسمائۃ ونشابھا و تلقی عن شیوخ علماودرس المذھب الکلامیۃ ثم مال الیٰ مذھب الاعتزال منھا وکان الغالب علی اھل المدائن التشیع والتطرف والمغالاۃ فساد الی دربھم و تمیل مذھبھم و نظم القرصائد المعروفۃ بالعلویاۃ علی طریقتھم وفیھا غالی وتشیع وذھب بہ الاسراف فی کثیران ابیاتھا کل مذھب یقول فی احداھا۔

"

ورایت دین الاعتزال وانی
اھوی لاجلک کل من یتشیع
ولقد علمت بانہ لا بد من
مھد یکر ولیومہ اتوقع

marfat.com
Marfat.com

تحمیہ من الا لہ کتائب،
کالیمراقبل زاخرایتد قع
فیھا لآل ابی الحدید صوارم
مشہورۃ ورماح خط شرع

رشرح ابن الحدید۔تحقیق
محمد ابو الفضل ابراھیم
الجزءالاول مقدمہ ص۱۴)

ترجمہ:

ابن ابی الحدید مدائن میں ذوالحجہ ۵۸۶ھ کی ابتدائی تاریخوں میں پیدا ہوا۔ وہیں نشوونما پائی۔ وہاں کے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ اور مذہب کلامیہ سیکھا۔ پھر مذہب اعتزال کی طرف مائل ہوا۔ ان دنوں اہل مدائن زیادہ تر شیعہ تھے اور انحراف اور غلو ان میں رچا لیا ہوا تھا۔ اس لیے یہ بھی ان کے طریقہ پر چل نکلا۔ اور ان کے مذہب کا قائل ہو گیا اس نے "علویات" کے عنوان سے مشہور قصیدے لکھے۔ ان قصائد میں بھی اس نے اہل مدائن کی روش اپنائی ہے۔ اور شیعیت کے علاوہ انحراف و غلو سے کام لیا۔ ان میں سے ایک قصیدہ یہ ہے

میں نے مذہب اعتزال پسند کر لیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہر وہ شخص جو شیعہ ہے۔ میرا دوست ہے
اور میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تمہارا مہدی ضرور آئے گا
میں اس کی آمد کے دن کا منتظر ہوں۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے لشکر کے لشکر اس کی حمایت کریں

marfat.com
Marfat.com

گے۔ جو ٹھاٹھیں مارتے دریا کی طرح آئیں گے۔
ان میں آل ابی الحدید کی تلواریں سونتی ہوں گی۔ اور خطی نیزے لہرا رہے ہوں گے۔

نوٹ:

یہاں یہ خیال آسکتا ہے۔ کہ ابن ابی الحدید کو شیعہ ثابت کرنے والا "محمد ابوالفضل ابراہیم" کہیں خود سنی نہ ہو۔ لہذا اس بارے میں ہم ایک مشہور شیعہ مجتہد شیخ عباس قمی سے اس کے حالات دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا تھا؟۔

الکنی والالقاب:

(ابن ابی الحدید) عزالدین عبدالحمید بن محمد بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الحدیب المورخ الحکیم الشاعر شارح نہج البلاغہ المکرمہ وصاحب القصائد السبع المشہورہ کان مذہبہ الاعتزال کما شہر لنفسہ فی احدی قصائدہ فی مدح امیرالمؤمنین علیہ السلام بقولہ۔

ورایت دین الاعتزال ورننی
اھوی لاجلک کل من یتشیع

(الکنی والالقاب جلد اول ص ۱۹۳ مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

ابن ابی الحدید عزالدین عبدالحمید بن محمد بن محمود الحسین بن ابی الحدید المدائنی فاضل، ادیب، مورخ، حکیم شاعر، نہج البلاغۃ کا شارح اور سات مشہور قصائد کا مصنف اس کا مذہب اعتزال تھا۔ جیسا کہ ایک قصیدہ میں خود اس کی گواہی دیتا ہے۔ کہ میں معتزلہ ہوں۔ یہ قصیدہ اس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کہا ہے۔

میں نے دین اعتزال کو دیکھا پرکھا۔ (اور قبول کیا) اور میں بے شک تیرے لیے ہر شیعہ کو دوست رکھتا ہوں۔

شرح ابن ابی الحدید کے مقدمہ میں ابن ابی الحدید کے بارے میں مزید یہ تحریر موجود ہے۔

اختلط بالعلماء من اصحاب المذاهب ثم رجع الى الاعتزال واصبح كما يقول صاحب نسمة السحر معتزليا جاحظيا في اكثر شرحه نهج البلاغة وكان شيعيا غاليا۔

ترجمہ:

ابن ابی الحدید نے مختلف مذاہب کے علماء سے میل جول رکھا۔ بالآخر مذہب اعتزال کی طرف جھکا۔ اور معتزلی ہو گیا۔ اور ایسا معتزلی ہوا۔ کہ صاحب نسمۃ السحر نے اسے جاحظی معتزلی کہا ہے نہج البلاغۃ کی شرح میں بھی اس نے اکثر مقامات پر اعتزال کو گھسیٹا۔ اگرچہ یہ پہلے پہل غالی شیعہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

نوٹ:-

"نسمۃ السحر" نامی کتاب کہ جس کے مصنف نے اس میں ابن ابی الحدید کو جاخطی معتزلی لکھا۔ اس کتاب کا تعارف یہ ہے۔

الذریعۃ الی تصانیف:

نسمۃ السحر بذکر من تشیع و شعر۔ فہرس لبعض شعراء الشیعیۃ لضیاء الدین یوسف بن یحیی بن المؤید باللہ محمد بن منصور ..... قال فی اولہ وخصصت بالجمع السالم کل کتشیع بولایۃ الوصی ولم اذکر غیر المشاہیر ان لا یدخل بین الصفور العصافیر

(الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ۔ جلد ۲۲ ص ۱۵۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

"نسمۃ السحر" ان لوگوں کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ جو شیعہ اور شاعر ہوئے۔ اس کا تصنیف کرنے والا ضیاء الدین یوسف بن یحیی بن مؤید باللہ محمد بن منصور ہے۔ اس نے کتاب کے شروع میں یہ لکھا۔ "میں نے اپنی یہ تصنیف ان شیعہ شعراء کے لیے مخصوص کی ہے۔ جو حضرت علی المرتضٰے کی ولایت کے ماننے

marfat.com
Marfat.com

والے ہیں۔ اور میں نے ان میں سے بھی صرف مشہور شیعہ شعراء کے حالات وواقعات لکھے ہیں۔ تاکہ چڑیاں اور باز جمع نہ ہو جائیں۔

ان حوالہ جات سے نے "ابن ابی الحدید" کا شیعہ ہونا ثابت کر دیا ہے، کیونکہ اگر شیعہ نہ ہوتا۔ تو کتاب "نسمۃ السحر" میں اس کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔ بلکہ یہ تو شاہیر شیعہ شعراء میں سے ہے۔ اور "ولایتِ علی" کا معتقد ہے۔ ابوالعباس فہی نے بھی اس کے بارے میں یہی کہا۔ تو ایسے غالی شیعہ کا حوالہ کہ حضرت طلحہ اور زبیر معاذ اللہ قاتلان عثمان میں سے ہیں۔ کون تسلیم کرے گا۔

شیعہ اور غالی پھر اس کے منہ سے حضرت عثمان غنی اور سیدنا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی تعریف؟ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز منظور نہیں۔

لہذا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو از روئے نقل و درایت حضرت عثمان کے قاتلوں سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔

جواب دوم:

سیدنا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو از روئے نقل و درایت حضرت عثمان کے قاتلوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان دس خوش نصیبوں میں شامل فرمایا ہے۔ جو جیتے جی جنتی تھے اور اس بات کو "ابن ابی الحدید" نے بھی تسلیم کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

شرح ابن حدید:

وطلحة احد العشره المشهودة لهم بالجنة واحدا صحاب الشورٰی وکان له فی الدفاع عن رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احدا ثر عظیم وشلت بعض اصابعه یومئذ وقی رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده من سیوف المشرکین وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یومئذ الیوم اوجب طلحة الجنة والزبیر هو ابوعبدالله الزبیر بن العوام ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی امه صفیه بنت عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف عمة رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو احد العشره ایضا واحد الستة ممن ثبت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد وابلی بلاء حسنا وقال النبی صلی الله علیه وسلم لکل نبی حواری وحواری الزبیر۔

(شرح ابن الحدید جلد اول ص ۲۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان دس خوش قسمت صحابہ میں سے ہیں۔ جن

marfat.com
Marfat.com

کے منتج ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ جناب طلحہؓ بھی ان میں سے ایک تھے۔ اور غزوہ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے میں ان کی گرانقدر خدمات ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کرنے میں ان کی کچھ انگلیاں ضائع ہو گئیں۔ آپ نے مشرکین کی تلواروں کے وار اپنے ہاتھوں پر لیے۔ اس دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کے دن طلحہ کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جن کا نسب نامہ یوں ہے۔ عبداللہ زبیر بن العوام ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ میں پھوپھی تھی۔ حضرت زبیر بھی ان دس خوش بختوں میں سے ایک ہیں۔ جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ اور یہ ان چھ افراد میں سے ایک ہیں۔ جو غزوہ احد کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اور انہوں نے اچھا اجر پایا۔ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے۔ اور میرا حواری زبیر ہے"

حوالہ بالا سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا حضرت طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنتی طور پر جنتی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے فضائل بیان فرمائے۔ لہٰذا ایک جنتی شخص کا کبیرہ گناہ کا ارتکاب بعید از عقل ہے۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل (جو کبیرہ گناہ ہے) میں انہیں ملوث کرنا

marfat.com
Marfat.com

ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا ہے بہت سے شواہد ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات قتلِ عثمان ؓ میں کسی طرح بھی شریک نہ تھے۔ ورنہ اپنے اپنے بیٹوں کو ان کی حفاظت کے لیے کھڑا نہ کرتے۔ اور شہادت عثمان کی خبر سن کر نہ روتے۔ اور نہ ہی قصاص کا مطالبہ کرتے۔

جواب سوم:

بفرضِ محال اگر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ ان دونوں کا قتل عثمان میں دخل تھا۔ تو جنگ جمل میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملا کر حضرت علی کے خلاف لڑائی میں نہ اترتے۔ کیونکہ ان دونوں کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ عثمان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے۔ اگر یہی قاتل ہوتے تو لوگ ان کے ہم آواز ہونے کی بجائے انہیں پکڑتے اور قصاص میں مروا دیتے۔ جنگ جمل کے دوران حضرت علی المرتضیٰ نے جب جناب زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ اور کلام یاد دلایا۔ تو یہ فوراً لڑائی سے سبکدوش ہو گئے۔ اگر واقعی قصاصِ عثمان محض ایک فریب ہوتا۔ تو کسی صورت میں جنگ سے یہ دستہ بردار نہ ہوتے۔ انہیں جاتے دیکھ کر حضرت طلحہ بھی میدان جنگ چھوڑ کر چل پڑے۔ لیکن دونوں کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت پر حضرت علی المرتضیٰ نے جو کچھ فرمایا۔ ہم اس کا تذکرہ گزشتہ اوراق میں کر چکے ہیں۔ ایک کو جنتی فرمایا۔ اور دوسرے کے قاتل پر لعنت بھیجی اور جہنمی کہا۔ ان دونوں صاحبوں کو حضرت عثمان غنی کی شہادت کا بہت دکھ ہوا اس دکھ کی وجہ سے حضرت علی کے خلاف میدان میں نکلے۔ جب اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ تو فوراً رجوع کر لیا۔ یہ ان کی سیرت کی عظمت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اس لیے ایسے عظیم المرتبت انسانوں کو قتل عثمان ایسے جرم میں ملوث کرنا قطعاً

marfat.com
Marfat.com

زیب نہیں دیتا۔ بات صرف اتنی تھی۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور جناب طلحہ و زبیر اس بات پر کچھ ناراض تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی بے جا نرمی کیوں برتتے ہیں۔ یہ ایسی ناراضگی نہ تھی۔ کہ قتل تک نوبت پہنچ جاتی۔ یوں سمجھئے جیسا گھر میں بہن بھائیوں کے مابین ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی ناراضگی سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہیں بن جاتے جس طرح ان حضرات پر قتل عثمان کا الزام دھر اگیا۔ اسی طرح حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ پر الزام دھر اگیا۔ ہم جنگ صفین کے ضمن میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے وہ اقوال نقل کر چکے ہیں جس میں آپنے اپنی صفائی میں بہت کچھ کہا تھا۔ حتی کہ حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر قسم دے کر یہ کہنے کو تیار تھے۔ کہ قتل عثمان میں میرا قطعاً ہاتھ نہیں ہے۔ لیکن ابن سبا یہودی ملعون نے جو جال حضرت عثمان غنی کے اردگرد بچھا رکھا تھا۔ اسی کی وجہ سے اس یہودی کے حواریوں نے حضرت عثمان غنی کو شہید کر دیا۔ پھر انہی قاتلین سے قصاص کے مطالبہ میں امت مسلمہ کے درمیان دو جنگیں ہوئی۔ ایک جنگ جمل اور دوسری جنگ صفین۔ ان دونوں جنگوں میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے۔ لیکن یہودیوں کو پھر بھی چین نہ آیا۔ اور اس کے بعد پھر سے چال چلی۔ اور کسی طرح بھی مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور آج تک وہ اپنی اسی چال پر چل رہے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ باہم دست و گریبان ہیں۔ اور اخوت و اسلامی بھائی چارہ کا سبق بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا کرے۔ اور اغیار کی سازشوں سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

سُنی لائبریری

SUNNI 313

WWW.SUNNILIBRARY.COM

دفاع اہلسنت و رد رافضیت